یہ مسرت طلبی، یہ جشن سامانی!

اخبار میں خبر ہے کہ "بسنت بہار کائٹ میلہ ۹۷ء" ...... ۲۱ مارچ کو راولپنڈی میں ہوگا اور یہ راولپنڈی کی تاریخ کا سب سے بڑا میلہ ہوگا۔ جس میں ڈے اینڈ نائٹ بسنت مقابلے ہوں گے۔ یہ وہی ڈے اینڈ نائٹ بسنت ہے جو ۱۴ فروری کو لاہور میں منائی گئی اور جس کے "منائے جانے" کی گواہی اخبارات سے یوں ملی کہ.... گولیوں کی تڑتڑاہٹ، پٹاخوں اور فلمی گانوں نے فضا ساری رات گونجتی رہی۔ اندرون شہر اور پوش علاقوں میں خواتین نے بھی پتنگیں اڑائیں۔ اسلحہ کی نمائش پر پابندی فائرنگ سے اڑادی گئی۔ دھات کی ڈور سے بجلی بار بار جاتی رہی۔ بعض چھتوں پر شراب نوشی اور رقص کی محفلیں بھی برپا ہوئیں۔ کروڑوں روپے برباد ہوئے۔ لاہوریوں نے کروڑوں روپے اڑائے تو ملتانیوں نے لاکھوں۔ ۲۷ اور ۲۸ فروری کی درمیانی رات ملتان میں بھی ہلڑ بازی اور کریکروں کے دھماکوں کے ساتھ بسنت منائی گئی۔

بسنت پالا اڑنت، مژدۂ بہار، موسم کا نکھار، جاڑے کا اٹھتا غبار، مزدکیوں اور سومناتیوں کو اس پر اصرار کہ یہ ہماری ثقافت ہے، ہمارا تہذیبی ورثہ ہے۔ یہ موسموں کے "تداخل" کی انگڑائی ہے اور ہم اس غزال بہار کے پیچھے بھاگتے ہی اچھے لگتے ہیں۔ اور یہ کہنے والے حوالہ دیتے ہیں مختلف زمانوں، علاقوں، قوموں کی تہذیب و ثقافت کا! جن لوگوں کا حوالہ دیا جاتا ہے وہ سب تو کافر و مشرک تھے۔ مثلاً ہندو جو ہندوستان کی انتہائی قدیم قوم ہے، جس کے مذہب میں بسنتی رنگ پوترتا کی علامت ہے۔ اور اس میں موجود حقیقت (جو ہمارے کوتاہ بیں اور پستہ قامت دانشوروں کو چندھیا کر دیتی ہے اور وہ دیکھ نہیں پاتے) یہ ہے کہ ہندو دھرم میں جو شخص رذائل سے پاک ہو وہ "تت پرش" ہوتا ہے اور اس کا روحی رنگ بسنتی ہوتا ہے جو اسے دیوتائی مقام و مرتبہ تک لے جاتا ہے۔ ماں کی فرمانبرداری سے جو شخص چمک اٹھتا ہے وہ ماں کی دعاؤں سے بسنتی رنگ والا (پوتر) ہوجاتا ہے اور وہ ماتا جی سے بسنتی رنگ کے لباس (بھیس) کا مطالبہ بھی کرتا ہے۔ ہندوستانی مذہبی تہذیب کی نمائندگی اکثر گانوں میں ہوتی رہتی ہے۔ جیسے....ع

مینوں رنگدے بسنتی چولا نی مائے.........(ماں مجھے بسنتی رنگ کا چولا رنگ دے)

اس سے ظاہری لباس مراد نہیں بلکہ یہ جسم و روح کا کیفیاتی رنگ ہے جسکی بھیک مانگی گئی ہے، جو ماں ہی دے سکتی ہے۔

پاکستان میں بسنے والی قومیں مثلاً کھیّی، کھرل، ہرل، رانے، راؤ، ڈوگر، میو، جاٹ..... اور انکی بے شمار گوتیں..... یہ سب ہندو تھے اور ضرب اورنگزیبی نے انہیں اسلام کی نعمت سے سرفراز کیا یا خواجۂ اجمیر رحمہ اللہ نے جوہانوں کو مسلمان کیا۔ مسلمان ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کی ثقافتی و سماجی زندگی کے پیراہن یکسر بدل گئے۔ ملنے جلنے کے رویے بدل گئے۔ "پرنام" کی جگہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ..... "اوم نمو بھگوتے واسودیواہ" ..... کے بدلے سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ...... مہابھارت، رامائن اور گیتا کے بدلے قرآن و حدیث کی نعمتوں سے

مالا مال ہوئے۔ انہیں بتلایا اور سمجھایا گیا کہ لاالہ اللہ کو مسلسل پڑھنے سے، اس کے تقاضے پورے کرنے سے روح "بنفشی" ہوجاتی ہے، ورنہ تو دوزخیوں کے رنگ سیاہ میں بھٹکتی رہتی ہے۔اور پھر مورتی پوجن سے کیا حاصل؟ سچے نبی نے تو آل اسماعیل کے گیارہ قبیلوں سے پھیلنے والی تین سو ساٹھ مورتیوں کے آگے سجدہ ریز ہونے والے فرزندان ناہموار کی تہذیبی، تمدنی، ثقافتی، سماجی وراثت کو تبدیل فرمادیا تھا۔ یہی کام خواجۂ اجمیر نے اس سرزمین میں کیا اور یہاں کے چرواہوں، مزدوروں، کوچوانوں، ریڑھی بانوں، جولاہوں، کمہاروں، موچیوں، تیلیوں، میراثیوں، کا کلچر تبدیل کر دیا۔ دوسرے لفظوں میں ان کے کلچر کا منظر اور پس منظر تبدیل کر دیا، اس پر ایک نئے کلچر کی چھاپ لگادی۔ اسے کیا کہیے کہ ہماری قوم کو یہ "چھاپ" پسند بھی نہیں اور گوارا بھی نہیں۔ سبب یہ ہے کہ ہمارے دانشوروں کی نظر میں اپنی ثقافت صرف پتنگ اڑانے میں ہی مضمر ہے۔ پتنگوں، امنگوں اور ترنگوں کے "بدرنگوں" سے ان کی آنکھیں، دل اور کلیجہ ٹھنڈک محسوس کرتے ہیں۔ زندگی کے باقی ثقافتی ورثے نہ ان کی کھوپڑی میں محفوظ ہیں نہ سماج کے رویوں، روشوں، اداؤں میں جھلملاتے، تھرکتے نظر آتے ہیں۔ حال ہی میں ایک "اولیائی" دانشور نے لکھا ہے کہ ..... "اولیاء اللہ نے بسنت کو پروردگار کی رحمت و نصرت سمجھ کر باانداز شکر گزاری اپنایا ہے ...... بسنت پر پتنگ بازی ہماری تہذیبی روایت اور ثقافتی ورثہ ہی نہیں بلکہ ایک پاکیزہ شوق ہے۔" واہ، کیا فہم رسا پایا ہے.....ع

مدعا عنقا ہے اپنے عالم تحریر کا!

دعویٰ کیا ہے اور دلیل کیا ہے؟ یہ ڈھونڈنے نکلیے تو دعاوی بغلیں جھانکتے اور دلائل ریوڑ ہانکتے پائے جائیں گے۔ پوچھا جاسکتا ہے کہ کسی ولی اللہ نے موسم کے تغیر کو اللہ کی رحمت و نصرت کہنے کے بعد پتنگ بھی اڑائی؟ آئی بو، بو کاٹا؟ خواجہ نظام الدین اولیاء نے پتنگ اڑا کر امیر خسرو کی پتنگ کاٹی ہو اور جامع مسجد دہلی کی چھت پر چڑھ کر نعرۂ رستا خیز لگایا ہو، امیر خسرو کی بو؟ ...... "آبھابھا بھا بھا" (پتنگ کاٹنے والوں کا حریف بے پتنگ کے خلاف نعرۂ فتح) ..... اولیاء اللہ تو موسمی اور طبعی تغیرات کو اللہ کی رحمت ہی قرار دیں گے۔ موسموں کے تغیر پر قبضہ جو اللہ کا ہوا۔ پتنگ باز پاکستانی راونوں کا قبضہ تو پاکستانی ثقافت کے جنگل پر ہے۔ اولیاء اللہ نے بسنت کو اللہ کی رحمت و نصرت کہہ کے اللہ کی حمد و ثناء کی ترغیب دی ہے۔ نہ کہ لہو و لعب کی اجازت و دعوت! میں یہاں مغربی و مشرقی پنجاب میں وارد ہونے والے چند اولیاء اللہ کے نام لکھتا ہوں۔ بسنتی دانشور ذرا انہی کی تاریخ و سیرت کو دیکھنے کی زحمت کریں اور پھر بتائیں کہ ان بزرگوں نے علاقائی تہذیب و ثقافت کو تبدیل فرمایا، یا ان کافرانہ تہذیبوں کو جوں کا توں رہنے دیا۔ مثلاً مجدد الف ثانی، پیر محمد لدھیانوی، شاہ دولہ گجراتی کاٹھیاواڑی، داتا گنج بخش، جلال الدین سرخ نقوی بخاری، بابا فرید الدین گنج شکر، خواجہ نور محمد مہاروی، خواجہ سلیمان تونسوی، بہاء الدین زکریا ملتانی، رحمہم اللہ۔ چشت اہل بہشت ہوں، قادری نقشبندی ہوں یا سہروردی اکابر و اعاظم ..... ان میں سے کسی ایک کا نام بتائیں جس نے تعلیمات اسلام کی روشنی بھی عام کی ہو اور اسلام سے پہلے کی کلچرل گندگی بھی باقی رکھی ہو۔

ایک بات یہ بھی کہی گئی کہ اس ثقافتی ورثے اور پاکیزہ شوق کو محض اسراف قرار دے کر، اور مالی نقصان کی دہائی دے کر مہنگائی کے بھینٹ نہیں چڑھایا جاسکتا۔ باقی رہا جانی نقصان تو شوق اور مسرت طلبی کے لئے خطرات

سے کھیلنا تو پڑتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قوم کے افراد نے آپ کو ثقافت اور کلچر کا یہ شعور بخشا ہے وہ ظالم، شہروں میں آتش بازی نہیں کرتے بلکہ قانوناً اس کو جرم قرار دے چکے ہیں۔شہروں سے باہر بڑے میدان انہوں نے غل غپاڑوں کے لئے مخصوص کر رکھے ہیں تاکہ جس حیوان ملبوس نے یہ حماقتیں کرنی ہوں وہ شہر سے باہر جائے اور مسرتیں طلب کرلے۔ پاکستان میں جس حیوان پنے کی حمایت میں آپ ہلکان ہو رہے ہیں ذرا اس کا نقشہ اپنے گھر کی چھت پر جمائیے، ثقافت سمجھ میں آجائے گی۔ اگر یہ سب جاہلیت، تاریخی ورثہ ہے تو بیسویں صدی کی سات دہائیوں تک کیوں ایسا نہیں ہوتا تھا؟ پتنگ یقیناً اڑتی تھی مگر گالی، گولی، ننگی عورتیں، قتل و غارت، بدمعاشی، حرام کاری .... اور وہ سب کچھ جسے لکھتے ہوئے قلم جھینپ جاتا ہے اور جسے کرتے ہوئے ثقافتی گرگے نہیں جھینپتے، یہ سب کچھ نہیں ہوتا تھا۔ ایک دانشوری ملفوظ یہ ہے کہ "غریبوں کی جشن سامانی کو غلط فہمی کی بناء پر ہندوانہ تہذیب سے موسوم کیا گیا"۔ میں پوچھتا ہوں کہ ساڑھے تین کروڑ روپے جو پتنگ بازی کی عیاشی پر بھک سے اڑ گئے، کیا لاہور کے غریبوں کے پاس تھے؟ جنہیں آپ غریب کہتے ہیں، یہی ساڑھے تین کروڑ روپے ان پر صرف کئے جاتے تو غریبوں سے روٹھی ہوئی فرحت و انبساط، راحت و مسرت اور جشن و شادمانی دوبارہ انہیں مل جاتیں۔ غریب کا حال تو یہ ہے کہ ماں باپ مزدوریاں کرتے کرتے ہانپ رہے ہوتے ہیں اور ان کے ان پڑھ بچے محرومیوں کی معاشرتی کتاب مرتب کرتے ہوئے ننگے سر، ننگے پاؤں، ننگے بدن، پتنگ اور ڈور لوٹتے لوٹتے کبھی زخمی ہوتے، کبھی اپاہج ہوتے اور کبھی مر بھی جاتے ہیں۔ اور مسرت طلب پتنگ باز غریب کے لاشے کو دیکھ کر "اوہو، چہ چہ چ چ چ" کرکے ایک بار پھر پتنگ اور ڈور پر سرمایہ اجاڑنے چلا جاتا ہے۔

اگر ہم مسلمان ہیں تو ہمارا کلچر لہو و لعب نہیں۔ جو ثقافت، جو تہذیب، جو تمدن، غریبوں کے گھر اجاڑے اس پر تھو، آخ تھو! باقی جہاں تک مسرت طلبی کی بات ہے تو یہاں ہر ثقافتی طائفے کی الگ "طلب" ہے مثلاً بھنگ پینے والوں کی اپنی الگ ثقافت ہے اور ان کے دانشور کہتے ہیں کہ.....

بھنگ سبز رنگ دل تنگ نباشد
اوہ ملک بیابان اے جتھے بھنگ نباشد

اپنے عطیات اور زکواۃ و صدقات مدرسہ معمورہ ملتان

کو عنایت فرمائیں مدرسہ میں رہائش پذیر طلباء کے اخراجات اور نئی درسگاہوں اور رہائشی کمروں کی تعمیر کے لئے اہل خیر حضرات فوراً توجہ فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

بذریعہ منی آرڈر:۔ سید عطاء المحسن بخاری۔ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون: 511961

بذریعہ بنک:۔ اکاؤنٹ نمبر 29932، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان